جناب ماسٹر محمد عمر خان گڑھ

اسلام کا تصوّر سیاست

اور

اسلامی حکومت کی خصوصیات

انسانی سوسائٹی کو قانون الٰہی کا پابند بنانا اور ایک شیرازہ بند مملکت کے اندر جمع کرنا اسلامی سیاست کا منشا ہے اسلام میں حکمت کا لفظ سیاست کے مفہوم کو پیش کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں ملک اور امور مملکت اور قانون کے ساتھ ساتھ بار بار حکمت کا ذکر کیا گیا ارشاد ربانی ہے۔

مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا کہ خداوند تعالیٰ جس کو حکمت سے بہرہ مند کرتا ہے وہی خیر کثیر کا مستحق ہے۔

علامہ ابن خلدون سیاست کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"سیاست اس ذمہ داری کا نام ہے جس کی رو سے عام انسانی نگہداشت (کفالت) کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے جس کے ذریعے خداوند تعالیٰ کی نیابتی حکومت بندگان خدا میں خدا کے قانون کو نافذ کرتی ہے اور احکام کا اجرا عمل میں لاتی ہے اس کام میں انسانی بہتری اور مفاد عامہ کا لحاظ رکھتی ہے او قانون (نظام شریعت) کو فیصلہ کن تسلیم کرتی ہے۔"

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی زندگی کے سیاسی محرکات کو حکیمانہ طرز بیان کے ساتھ ساتھ تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" اسلام کے نظام اجتماعی کا تعلق سیاست سے ہے اور سیاست کی اساس معتدل واجبات پر ہے انبیاء علیہم السلام کی جدوجہد کا مدار دو چیزوں پر رہا ہے۔ ۱۔ صحیح انسانی تہذیب کی تعمیر ۲۔ امت کی سیاست کی تعمیر۔ (ازحجۃ البالغہ جلد اوّل)

یہ بات تسلیم کی جا چکی ہے کہ یورپین سیاست و تمدن نے اسلام کے نظریات حکمت و سیاست سے براہ راست استفادہ کیا مستند فرانسیسی عالم موسیو انیان ڈیفنہ نے نپولین کی تاریخی یادداشتوں سے ثابت کیا ہے کہ نپولین کے سیاسی تصورات میں اسلام کا تصور حکمت کام کر رہا تھا۔

(حاضر العالم الاسلامی تعلیقات امیر شکیب ارسلان ج ۱ صـ۲۶)

خلافت راشدہ میں سیاسی حکمت عملی کا آفتاب نصف النہار مشرق و مغرب کے سر پر طلوع ہوا اسلامی حکومت کی غایت اپنی سادگی اور عمومیت کے اعتبار سے ایک مستقل اور جداگانہ شے ہے۔ علامہ ابن الطقطقی نے بالکل صحیح ارشاد فرمایا وہ فرماتے ہیں:-

"اسلامی حکومت عام دنیوی حکومتوں سے بالکل الگ اور پیغمبرانہ اوصاف سے مستفیض ہے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اسلام کے تصور سیاست کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"قرآن حکیم میں محض حرام و حلال کے مسائل ہی نہیں بلکہ معاملات معاشیات اور سیاست و تمدن کے احکام بھی موجود ہیں جن کا مقصد نفوس اقوام اور طبقات عالم کو متمدن بنانا ہے جن کا تعلق نسل انسانی سے ہے۔ (الفوز الکبیر صـ۲)

مزید براں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"خدا کا عرفان انسانیت کا حقیقی مطمع نظر ہے مگر اس کے لیے بھی خدا کے قانون کو تسلیم کرنا بے حد ضروری ہے اس لیے انسانی سوسائٹی ایک قوم کی حیثیت سے دین پر اس وقت تک عمل نہیں کر سکتی جب تک اس کے پاس قوانین شرعیہ نہ ہوں۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ صـ۹۲)

آقائے دو عالم تاجدار مدینہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو نبوت اور خلافت کا پایۂ تخت بنایا مؤسس اول نے مکہ کی فتح کے بعد انسانی مساوات امن آزادی اور اخوت کا اعلان سلاطین عالم کے درباروں میں سفرا کی روانگی بیرونی سفرا کی مدینہ منورہ میں باریابی صوبائی تنظیم حکام کا تقرر، فرامین و احکام کے اجراء سے عہد نبوی میں سیاست اسلامیہ کے بنیادی اصول متعین صورت میں بروئے کار آئے۔ خلافت راشدہ میں سیاست عملی کا آفتاب نصف النہار تک پہنچ کر مشرق و مغرب کے سر پر پوری تابانیوں کے ساتھ چمکا ابھی سو سال بھی نہ ہونے پائے تھے کہ اسلامی حکومت دنیا پر چھا گئی دنیا کی کوئی طاقت اس ابھرنے والی اوپر اٹھنے اور مساوی کائنات تک اپنی روشنی پہنچانے میں مانع نہ ہو سکی۔

اسلامی حکومت کی خصوصیات اسلامی طرز حکومت ایک اتم اور اکمل مملکت کا نمونہ ہے اسلامی طرز حکومت میں ہر حکومت کا اچھا پہلو شامل ہے اور ہر فاسد پہلو اس کے دائرہ تصور سے خالی ہے۔ اس کو ہر زمانے کے لیے قیامت تک کے لیے ترقی پذیر طرز حکومت کہنا عین صحیح ہوگا۔

اسلامی طرز حکومت کو موجودہ یورپ کی یونانی لادین جمہوریت سے قطعاً سروکار نہیں۔ اسلام میں روم اور فارس کی شہنشاہیت کی گنجائش نہیں بلکہ اسلام نے اس غرور کی چٹان کو پوری قوت کے ساتھ پاش پاش کر دیا ہے۔

اور اپنی قوت سے دنیا کو امن و سلامتی کے نظام اپنے ملکہ کی طرف بلایا اور جب انہوں نے انکار کر دیا تو آپ نے اعلان فرمایا۔

" قیصر و کسریٰ کے خاتمہ کے بعد کوئی قیصر ہوگا اور نہ کوئی کسریٰ "۔ (بخاری شریف)

عہد فاروقی میں جب روم کا سفیر مدینہ منورہ پہنچا اس نے دریافت کیا کہ تمہارا بادشاہ کہاں ہے؟ تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی طرف سے جواب ملا مَالَنَا مَلِكٌ بَلْ لَنَا أَمِيرٌ ہمارا کوئی بادشاہ نہیں البتہ امیر ضرور ہے جسے امیر المومنین کہتے ہیں۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندانی وراثت کے اصول کی ذرا بھی رعایت نہیں کی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے۔

" اگر خلافت کے لیے قوت اور استعداد کی جگہ صحبت کا اعتبار ہوتا تو وہ اپنے لڑکے کو حکومت پر فائز کرتے " (اسد الغابہ ابن اثیر ج ۴ ص۶۹)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے جانشین کے انتخاب میں اپنے صاحبزادہ عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق خود یہ ہدایت فرمائی کہ ان کو منصب حکومت حاصل کرنے کا کوئی حق نہیں ہوگا۔

اسلامی حکومت ایک فلاحی اور عادلانہ منصفانہ حکومت ہوتی ہے جس میں ملک کے ہر شہری کو مفت علاج مفت تعلیم اور معاشرے کے ہر شہری کی اقتصادی ضرورت کی ضامن ہوتی ہے۔

اسلامی حکومت کے بنیادی اصول

حکومت الٰہیہ کا قیام: حکومت اسلامیہ کا سب سے پہلا قطعی اور بنیادی اصول یہ ہے کہ وہ اپنے حکمت عملی کے سیاسی دائرہ کار میں مکمل طور پر خدائی تنظیم ہے اس کے حلقہ کار میں ساری حکومت اور ماتحتی کا مدار کائنات واحد لاشریک خداوند تعالیٰ کی بالادستی پر ہے۔

خلافت: (سیاسی نیابت) اسلام کے نزدیک انسان خدا کی طرف سے کارخانہ حکومت کا نمائندہ ذمہ دار ہے۔

مساوات: تمام اچھے انسان بھائی بھائی ہیں حقوق میں برابر ہیں آزاد شہری ہیں۔ حکومت کے وارث شوریٰ کے رکن ہیں۔

امامت: اسلامی حکومت اعلیٰ طرز کی (لیڈرشپ) ایک قطعی اصول ہے۔

ضابطہ حیات: اسلامی حکومت میں قرآن حکیم حکومت کا سرچشمہ ہے سلطنت اسلامیہ کا ضابطہ اور

اخلاق و تمدن کا اساسی آئین ہے۔

اسلامی حکومت اور مروجہ جمہوریت کا فرق

۱۔ اسلامی حکومت کے لیے مذہب بنیادی قانون کا درجہ رکھتا ہے جمہوری حکومت کا کوئی سرکاری مذہب نہیں ہوتا۔

۲۔ اسلامی حکومت میں طاقت کا سرچشمہ خدا کی ذاتِ واحد لاشریک کو قرار دیا گیا ہے مگر جمہوری حکومت میں طاقت کا سرچشمہ عوام قرار پاتے ہیں۔

۳۔ اسلامی حکومت میں مرتد ہونے کی قطعی گنجائش نہیں۔ جمہوری حکومت نہ مذہب کی دشمن ہوتی ہے نہ مذہب کی حامی۔ جمہوریت میں اپنے جمہور کو عقیدہ اور عمل کی آزادی کا پورا پورا حق دیتی ہے۔

۴۔ اسلامی حکومت میں ایک امیر ہوتا ہے "قانون کے علمبردار انسان ہوتے ہیں بادشاہ نہیں ہوتے۔ تاج تخت ایوان شاہی نہیں ہوتا ولی عہد نہیں ہوتا نہ شاہی شہزادے ہوتے ہیں اس کے برعکس جمہوری حکومت کا صدر ہوتا ہے جمہور ملک کے باشندے ہوتے ہیں۔

۵۔ جمہوری حکومت نام ہے جمہور کی حکومت کا۔ جمہوریت میں حکم سرچشمہ مرضی جمہور ہے۔ جمہور اپنی حکومت نظام حکومت قانون حکومت سب کچھ بناتے ہیں اور خدا کے حکم کی پرواہ نہیں کرتے جمہور حکومت بنا سکتے ہیں اور نظامِ حکومت بدل سکتے ہیں اس کے برعکس اسلامی حکومت امامت خلافت اور امارتِ شوریٰ کا نام ہے اس حکومت میں خدا کی مرضی اصل ہے جمہور کا اختیار منجانب اللہ ہے اور نیابت ذمہ داری کے طور پر ہے۔ احکام کا سرچشمہ خداوند تعالیٰ کی ذات ہے۔ رائے عامہ اس کے تابع اور زیر اثر ہے۔

۶۔ اسلامی حکومت میں امت کا ہر فرد حکومت کے اُمور میں براہ راست شریک ہوتا ہے ہر شخص شوریٰ میں بذاتِ خود پہنچ کر اراکانِ حکومت کے سامنے رائے پیش کر سکتا ہے جمہوری حکومت میں جمہور ووٹ دیتے ہیں نمائندے منتخب کرتے ہیں اصل جمہور نہ حکومت کی کرسی تک پہنچ سکتے ہیں نہ جمہوری ایوان میں داخل ہو سکتے ہیں۔

۷۔ جمہوریت کا مرکز ہوتا ہے صدر یا وزیر اعظم کو جمہوری ایوان کا خیال رکھنا پڑتا ہے اگر جمہور خلاف قانون کسی فیصلہ پر جمع ہو جائیں تو حکومت الٹ جاتی ہے حالات عام یا خاص میں حکومت کے کاموں کی رفتار سست رہتی ہے بے لگام آزادی کی وجہ سے جمہور ہر وقت مرکز کو پارہ پارہ کرنے اور مرکز سے جدا ہونے کے لیے تیار رہتے ہیں اس کے برعکس اسلامی حکومت کا امام (امیر المومنین) طاقتور ہوتا ہے۔ عام حالات میں اس کے حکم سے دنیا ادھر سے ادھر ہو جاتی ہے اس کا ہر فیصلہ قانون اسلام کے عین مطابق اتباع سنت اور اسوہ صحابہؓ سے مستفیض ہوتا ہے امیر یا خلیفۃ المومنین شوریٰ کے فیصلہ کو اپنا فیصلہ سمجھتا ہے اس کے بعد امیر کا ایک اشارہ کافی ہے جمہور اس کی اطاعت کریں گے ورنہ باغی طاغی سمجھے جائیں گے۔

۔ جمہوریت کا صدر جمہوری ایوان کی طرح اپنے وقت مقررہ کے لیے ہوتا ہے۔ اور تاریخ مقررہ پر اپنے عہدے سے سبکدوش ہو جاتا ہے وزیر اعظم یا صدر ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ قوم کا اچھا فرد ہو اور قانون کا فرمانبردار ہو چاہے زانی اور بدمعاش یا عملی طور پر خدا کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ صرف ووٹوں کی اکثریت معیار اول ہے۔

اس کے برعکس اسلامی حکومت کا امیر امت کا سب سے بڑا رہنما سب سے اعلیٰ ماہر قانون کتاب و سنت کو سب سے زیادہ جاننے والا اور اس پر عمل کرنے والا ہوتا ہے۔

۔ جمہوریت میں پارلیمنٹ کے اندر دو گروہوں کا ہونا لازمی ہے ایک حزب اقتدار اور دوسرا حزب اختلاف۔ حزب اقتدار کا مقصد اقتدار کو طول دینے کے لیے اپنی مرضی کے مطابق قوانین بنانا اور عوام پر ٹھونسنا ہوتا ہے اور حزب اختلاف کی غرض وغایت حزب اقتدار کی ہر بات کی مخالفت ہوتی ہے اس کے برعکس اسلام کے نظام حکومت میں نہ کوئی حزب اختلاف ہوتی ہے نہ حزب اقتدار بلکہ پارلیمنٹ کا ہر ممبر حزب اقتدار میں بھی ہے اور حزب اختلاف میں بھی۔ خلیفہ وقت اگر صحیح اور درست کام کرتا ہے تو مجلس شوریٰ (ممبران پارلیمنٹ) اس کی حمایت کرے گا اگر غلط بات کا مرتکب ہوتا ہے تو ہر فرد کا یہ حق ہے کہ اس کی مخالفت کرے اور اس کو راہ راست پر لائے۔

۔ یہ عام پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ جمہوریت میں عوام اور جمہور کی حکومت ہوتی ہے یہ سراسر غلط ہے۔ درحقیقت جمہوریت بالواسطہ ایک ڈکٹیٹر شپ ہوتی ہے لیکن جمہوریت کے بارہ میں عوام کو یہ فریب دیا جاتا ہے کہ حکومت تمہاری ہے تمہی نے ووٹ دے کر ہمیں منتخب کیا لہٰذا ہم کچھ نہیں کر رہے بلکہ تم ہی سب کچھ کر رہے ہو اس طریقے سے عوام کے احتجاج کا گلہ گھونٹ کر بدترین آمریت مسلط ہو جاتی ہے۔

جمہوریت کس طرح ڈکٹیٹر شپ ہے؟ اس کی تفصیل پوری قوم کے سامنے ہے وزیر اعظم اقتدار کا سربراہ ہوتا ہے لیکن حزب اقتدار کا کوئی شخص نہ تو اس سے اختلاف رائے کر سکتا ہے نہ اس کی مرضی کے خلاف دم مار سکتا ہے جس کا نتیجہ وزیر اعظم ملک کے سیاہ سفید کا مالک بن جاتا ہے وہ اکثر قانون اپنی مرضی کے مطابق پہلے نافذ کرتا ہے پارلیمنٹ میں منظوری بعد میں لیتا ہے اس کی پارٹی کے افراد جنہیں حزب اقتدار کیا جاتا ہے اس کی منظوری دینے اور توثیق کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔

محفوظ قابلِ اعتماد مستعد بندرگاہ

بندرگاہ کراچی

جہازرانوں کی جنت

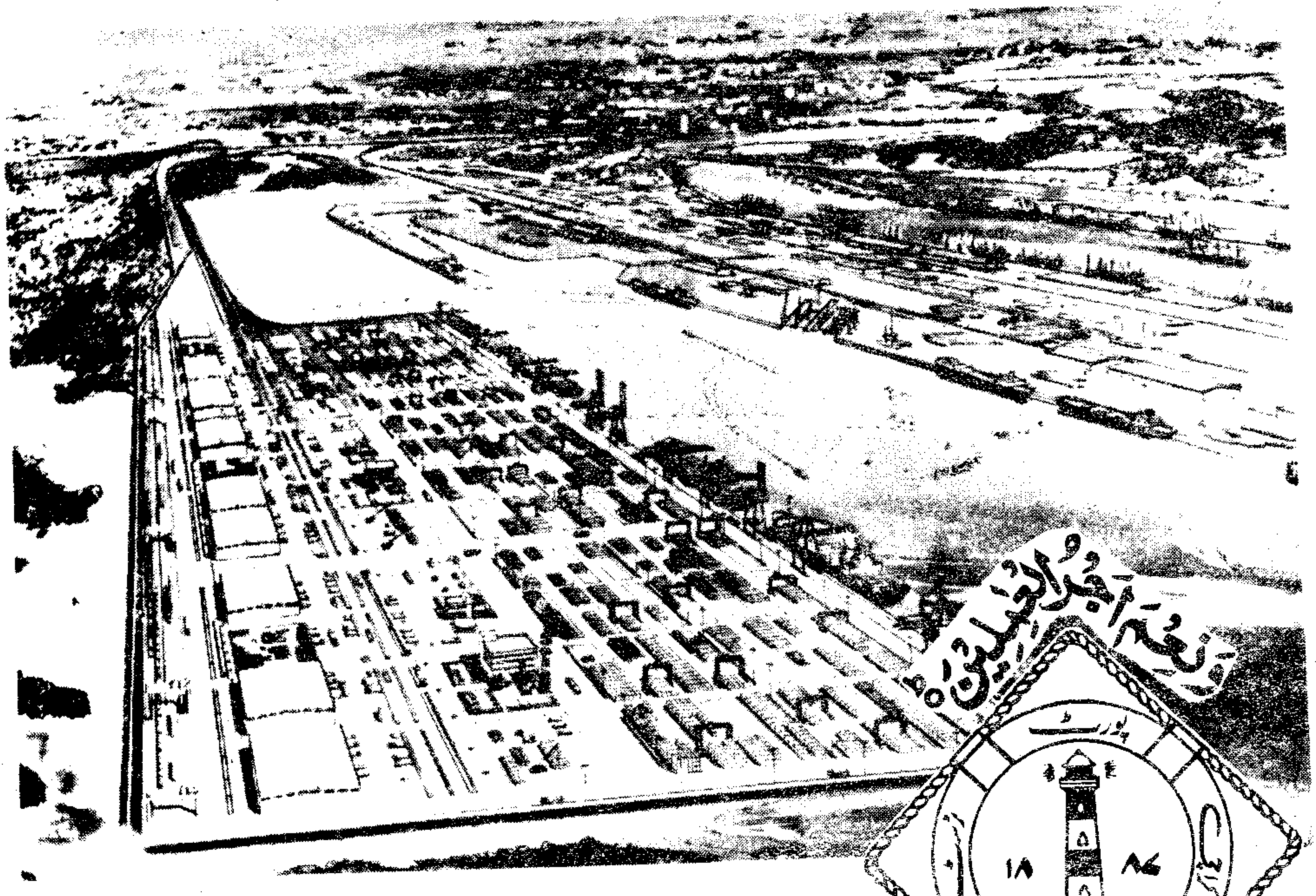

بندرگاہ کی خدمات کے جدید انداز کے ساتھ
عالمی تجارت کے لئے پُرکشش
پاکستانی معیشت کی تعمیر کے لئے کوشاں

ہماری کامیابیوں کی بنیاد

- انجینئرنگ میں کمالِ فن
- مستعد خدمات
- جدید ٹیکنالوجی
- باکفایت اخراجات
- مسلسل محنت

۲۱ویں صدی کی جانب رواں

بمع

جدید مربوط کنٹینر ٹرمینلز
نئے میرین پروڈکٹس ٹرمینل
بندرگاہ کراچی ترقی کی جانب رواں